دھنک کے رنگ



عفت سحر طاہر

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

دھنک کے رنگ



عفت سحر طاہر



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

دھنک کے رنگ

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، تتلی، ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم، مینجمنٹ: حسیب یا وقار سے رابطہ کریں، شکریہ





"اردو دانوں" میں منگنی کیا ہوئی۔ فائقہ نے بلا جھجھک اردو ادب کی بے ادبی کرنی شروع کر دی۔ بلکہ اردو کے ساتھ منہ ماری کہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

لو جی۔۔۔ اظفر علی طلاق دے چکے اور شائستہ واحدی طلاق لے چکی۔۔۔

زرمینہ نے میگزین کی تازہ ترین خبر ہم تک پہنچائی۔

مگر ان دونوں نے ایک دوسرے سے شادی کی ہی کب تھی۔ میں نے تحیر سے پوچھا۔

بھلا ہر ماہ با قاعدگی سے خواتین اور شعاع ڈائجسٹ پڑھتے کوئی خبر ہم سے چوک جائے۔ نا ممکن تھا۔

اوئے الو۔۔۔۔۔ مطلب یہ کہ اظفر نے سلمٰی کو نو سال بعد طلاق دے دی دو بچوں کے ہوتے دوسری شادی کر لی اور ادھر بے چاری "چائلڈ میرج کیس" شائستہ واحدی۔۔۔۔ جو صبح صبح لوگوں کو بہترین زندگی گزرنے کے فری مشورے دیتی ہیں۔ اپنے تین بچوں کی پرواہ کئے بغیر محض شہرت کے نشے کو پورا کرنے کے لیے اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔۔۔

زرمینہ جوش میں آئی تو خالص "بٹنی" بن گئی۔۔ (بٹ کی مونث)

خیر۔۔۔ دفع کرو۔۔۔۔۔ مٹی پاؤ۔۔۔ میں نے اسکا بی پی نارمل کرنا چاہا۔

یہ لو۔۔۔سیف علی خان بھی پورا ہو جانے کو ہے۔۔۔زرمینہ نے پھر سے آہ بھری۔۔

ہائے۔۔۔کیا بیماری ہو گئی اسے ؟ مجھے جھٹکا لگا۔

ابھی تو بیچاری کرینہ نے بمشکل شاپنگ شروع کی تھی شادی کی۔

پورا ہو گیا کیا مطلب ؟ فائقہ اب اردو کو ایسے ہی نہیں جانے دیتی تھی۔نت نئے محاوروں کی ٹانگ توڑنا اسکا انتخابی نشان بنتا جا رہا تھا۔۔۔

یعنی کہ کرینہ اسکی نصف بہتر بننے والی ہے۔۔آدھا اچھا وہ پہلے سے ہے۔کرینہ کو پا کر پورا ہو جائے گا۔

زرمینہ کی اس کمال کی تشریح پر ماہین احتجاجاً زور سے اپنی کتاب بند کر کے اسے گھورنے لگی۔

مگر زرمینہ صاحبہ غڑاپ سے دوبارہ میگزین میں غرق ہو چکی تھی۔

فائقہ نے ایک اور محاورہ ہاتھ انے پر گہری سانس بھری۔

اچھا۔۔۔تو اسے کہتے ہیں پورا ہونا آدمی کا۔۔۔

میں نے بھی جان چھڑانے کے لیے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مطمئن ہو گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ادھر بوبی صاحب عین ہمارے قیلولہ کے وقت ٹیوشن پڑھنے آنے لگے۔فائقہ کو غصہ آیا۔

شام کو آیا کرو۔

شام کو میرے پاس ٹیم (ٹائم) نہیں ہوتا جی۔

ادھر ادھر ہلتا سر اور گھومتی آنکھیں۔۔۔بے نیازی کی حد تھی۔

فائقہ نے دانت کچکچائے۔

اس وقت میں سو رہی ہوتی ہوں۔

اب تو جاگ گئی ہیں نا۔ پڑھا دیں۔۔۔ پھر بے نیازی سے بولا۔

جلدی کریں جی۔۔۔ میرے پاس فالتو ٹیم نہیں ہے۔۔۔۔وہ ہمیں از حد مکار لگا

اوباما کا مشیر خاص نا ہو تو۔

فائقہ کا ارادہ اسے جھاڑنے کا تھا۔

فائقہ۔۔۔۔دادو نے اپنے تخت پر اونگھتے ہوئے تنبیہی آواز لگای تھی۔وہ یقینن یہ لایعنی بحث سن چکی تھی۔

دادو کی قابل رشک قوت سماعت بحال ہو چکی تھی۔

یہ تو خدا کی کرنی کہ ٹیپ ریکارڈر کے ریکارڈنگ والے بٹن میں کوئی خرابی نکل آئی تھی۔ورنہ دادو جان ہماری زبان کی فصاحت و بلاغت ملاحظہ فرما کر یقینن ہماری شادی دہلی میں کروانا پسند فرماتی۔ بہر حال اللہ کا شکر ابھی ہم زندہ ہیں۔

چلیں جناب عزت مآب بوبی صاحب۔۔۔۔دانت کچکچا کر فائقہ نے اسے آگے لگایا۔

نکالو انگلش کی بک۔۔

انگلش کو چھوڑیں جی۔۔۔وہ تو مجھے فر فر آتی ہے۔۔۔۔وہی بے نیازی۔

واقعی۔۔۔۔۔میں نے اسکی انگلش کی کاپی چیک کرتے ہوئے داد دی۔

ہر ٹیسٹ میں اسکے دس نمبر ہیں۔

واقعی۔۔۔۔۔فائقہ بے یقین تھی۔میں نے گہری سانس بھری۔

ہاں۔۔۔۔مگر صفر کے نیچے۔

وہ جی۔۔۔۔کلاس میں۔میں ذرا خود ہی پیچھے رہتا ہوں۔امی کہتی ہیں نظر لگ جاتی ہے۔

اللہ ّرے یہ خود اعتمادی۔۔۔۔ہم تو اپنی انگلیاں چباڈالنے کو تھے۔

مجھے اردو پڑھایا کریں جی۔بے تکلفانہ فرمائش۔۔

وہ تو اسے خود بھی نہیں آتی۔۔۔۔زرمینہ نے پول کھولی۔

تو انگلش میں پڑھادیا کریں۔

اسنے دانتوں کی نمائش کی تو جواباً فائقہ نے آنکھوں کی۔۔بوبی نے اپنی اردو کی کاپی نکالی۔

یہ جملے بنانے ہیں جی۔

یہ تو خود اردو فیل ہے بیٹا جی۔یہ کیا جملے بنائے گی۔میں ہنسی۔

بوبی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے بے یقینی سے فائقہ کو دیکھا۔

ہیں جی؟

بھلا اسکی فر فر انگلش بولتی ٹیچر اتنی نالائق ہو سکتی ہے؟

ایسے ہی۔۔۔۔ یہ تو فضول مذاق کرتی رہتی ہے۔۔ فائقہ نے اپنی بچی کھچی عزت سمیٹنی چاہی۔

اور یہ جملے بنانا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لاؤ ادھر کاپی۔

فائقہ نے با آواز بلند جملے پڑھے۔

کیچڑ اچھالنا۔ پاؤں زمیں پر نا لگنا۔ دم دبا کر بھاگنا۔ منہ پر کالک ملنا۔

الفاظ پڑھ کر فائقہ بڑے اعتماد سے مسکرائی۔

لو۔۔۔۔ یہ کیا مشکل ہے۔۔ میں بولتی ہوں تم لکھتے جاؤ۔

میں اور زرمینہ ہمہ تن گوش ہو گئیں۔ جب کہ ماہین اردو ادب کی متوقع بے عزتی کے تصور سے پہلے ہی وہاں سے آوٹ ہو گئی۔

اچھا جی۔۔۔۔ تو یہ پہلا محاورہ ہے کیچڑ اچھالنا۔ اور یہ تو بیوقوف شخص بھی جانتا ہے کہ کیچڑ اچھالنا اچھی بات نہیں ہے۔ اس سے آپکے ہاتھ تو گندے ہوتے ہی ہیں پاس سے گزرنے والوں کے کپڑے بھی گندے ہو سکتے ہیں۔ اسکا جملہ یہ بنے گا کہ۔۔۔۔۔

اگر کوئی شخص کیچڑ اچھالنا شروع کرے تو برائے مہربانی اسکے پاس سے نا گزرے۔ اگر گزرنا لازمی ہو تو احتیاط سے گزرے۔

فائقہ نے اردو ادب کی ایسی کی تیسی کرتے ہوئے فاتحانہ نگاہوں سے ہمیں دیکھا۔

ہم بے چاریاں انگشت بدنداں بیٹھی تھی۔ فائقہ نے خوش ہو کر غفران عرف بوبی کو دیکھا۔

دیکھا۔۔۔ تمہاری آپیاں بھی پریشان ہیں کہ مجھے اتنی اعلی اردو کیسے آگئی۔

بوبی بھی متاثر ہو رہا تھا۔

اگلا محاورہ ہے پاؤں زمین پر نا لگنا۔ اب اسکی تو کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے تیز دھوپ سے زمین تپ رہی ہو اور اس لیے پاؤں زمین پر نا لگ سکتا ہو۔ لیکن دوسرا محاورہ زیادہ بہتر ہے۔ کہ اپ لوگ اتنی اونچی کرسی نا بنوایں کہ جس پر بیٹھ کر آپکے پاؤں زمین سے نا لگ سکیں۔

منٹوں میں اسنے ایسا جملہ بنایا اور ایسی تشریح کی کہ میرا زرمینہ زکے کندھے میں منہ دے کہ رونے کو جی چاہنے لگا۔

باجی جی تو بری لیق (لائق) ہیں اردو میں۔

ہاں خدا کا شکر ہے۔ اردو کے تمام بڑے شاعر مر چکے ہیں۔ زرمینہ نے گہری سانس بھری۔ مگر فائقہ تو جوش میں آچکی تھی۔

اور یہ دم دبا کے بھاگنا۔ یہ تو سب سے آسان جملہ بنے گا۔ یعنی کہ اگر راستے میں کتا بیٹھا ہو تو اسکی دم دبا کر متبھا گیں۔۔۔۔ وہ کاٹ بھی سکتا ہے۔

ہم دونوں تو مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گیے۔

کتے کی دم نا ہوئی ہمسائیوں کی ڈور بیل ہو گئی۔ میں نے ہنسی روک کر کہا۔

عمران عبّاس سے منگنی راس آ رہی ہے مجھے۔ کیسے فر فر اردو آ گئی ہے مجھے۔۔ وہ اترائی۔

منہ پی کالک ملنا۔ خیر اسکی کافی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے لوگ غریب ہوں انکے پاس منہ پر لگانے کے لیے کریم نا ہو تو انہوں نے منہ پر کالک ہی ملنا شروع کر دی ہو۔ اور اس آخری تشریح پر ہم دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گیے۔

ہماری کام والی باجی پیاری آج جو صبح سے آئی تو اپنی داستان غم سنا سنا کے رو رہی تھی اور رو رو کے سنا رہی تھی۔

۔

اسکا نکھٹو شوہر برا ظالم تھا۔ نشے کی طلب پوری کرنے کے لیے اس سے پیسے ہتھیا لیتا اور دھنائی بھی خوب کرتا۔

لاؤنج میں موجود ہم سب لڑکیاں پہلے تو تی گی ڈرامے میں نقص نکلتی رہی۔ مگر جب باجی پیاری کا رونا ختم نا ہوا تو ہمیں بھی انسانیت کے ناتے متوجہ ہونا پڑا۔

باجی پیاری۔۔۔ تمہیں ضرورت ہی کیا ہے۔ اتنے ظالم شوہر کے پاس رہنے کی۔؟

میں نے عالمانہ سوال کیا۔

بیوقوف۔۔اسکے پاس یہی ایک تو شوہر ہے۔۔فائقہ نے مجھے گھورا۔

سب کے پاس ایک ہی ہوتا ہے۔میں نے جواباً اسے گھورا۔

مگر باجی پیاری روہانسی ہو کر دادو کو پھر سے اپنے داستان غم سنانے لگی تو ہمیں اپنی گھوراگھوری ختم کر کے متوجہ ہونا پڑا۔

یہ دیکھیں جی۔۔۔اسنے پچھلے سال میرا جو بازو توڑا تھا اس میں سے ابھی بھی ٹیسیں اٹھتی ہیں۔

اگر جواب میں تم نے بھی اسکی ٹانگ توڑی ہوتی تو وہ بھی اس وقت اپنی کسی دادی کے پاس بیٹھا اپنی دکھ بھری آپ بیتی سنا رہا ہوتا۔

فائقہ نے منتقمانہ انداز میں کہا۔۔۔دادو کی آنکھیں حیرت سے پھیلی

تمہارے گھر میں بیلن نہیں ہے؟

مینا نے پوچھا تو باجی پیاری فخر سے بولی۔

ہے جی۔۔۔بڑی گول گول روٹیاں بیلتی ہوں میں۔

باجی پیاری۔۔۔۔وہ بیلن صرف روٹیاں گول کرنے کے کام نہیں بلکہ شوہر کے حواس "گل" کرنے کے بھی کام آتا ہے۔مینا نے تخریب کارانہ مشورہ دیا۔

باجی پیاری تو ایک طرف رہی دادو تک اچھل پڑی۔

ہائیں ہائیں۔۔۔۔۔حواس میں تو ہو تم مینا کی بچی۔۔اٹھاؤں چھڑی میں؟؟؟

مینا بدک کے دور ہٹی۔

لو۔۔۔ابھی پچھلے دنوں مشورٹی وی چینل پہ ایک خاتون وزیر نے بھی یہی مشورہ دیا تھا اسے تو کسی نے کچھ نہیں کہا۔وہ منہ بنا کے بولی۔

اسی لیے تو کہتی ہوں کہ اس شیطانی ڈبے (ٹی وی) سے دور رہا کرو۔ کبھی جو اچھی باتیں سیکھی ہوں اس سے۔۔۔

وہ تلملا کر بولیں تو ماحول بگڑ تا دیکھ کر باجی پیاری چپکے سے نکل لی۔اور پھر ہم سب کو بھی لاؤنج بدر ہونا پڑا۔۔۔

فائقہ کی نیا ڈوبتے ڈوبتے بچی

جیہاں۔۔وہی۔۔۔محاوروں کی ٹانگ توڑنے کی پاداش میں۔۔۔اتنی بے خوفی سے اردو کے ساتھ منہ ماری کا کوئی تو نتیجہ نکلنا ہی تھا۔

عمران عباس کی آپابی کا فون آیا تھا تو فائقہ بی بی کھل اٹھی۔ ادھر ادھر کی ساری باتیں کر لینے کے بعد جب سامنے رکھے پیپر پر ماہیں سے لکھوائے عالمانہ جملے اور مشکل الفاظ ختم ہو گیے تو فائقہ نے عمران عباس کا حال پوچھ ہی لیا۔

وہ تو دادا جان کے ساتھ میر پور گیا ہے۔

خیریت؟ فائقہ چوں کی۔

بس۔۔۔ دادا جان کے ایک دوست پورے ہو گیے۔ وہیں گیے ہیں وہ اور عمران۔

ارے واہ۔۔۔ دادا جان کے دوست بھی پورے ہو گیے۔۔۔

فائقہ کی خوشی دیدنی تھی۔ اب اس بیچاری کی جانے بلا کہ یہاں پورا ہونے سے کیا مراد ہے۔ آپابی اس کے کھن کھناتے لہجے پر پہلو بدل کر رہ گئیں۔ اب اتنی خوش اخلاق بہو بھی کیا کرنی جو کسی کی فوتگی پر کھل اٹھے۔

ویسے کیا عمر ہے دادا جان کے دوست کی؟ فائقہ نے پوچھا۔

یہی کوئی ستر سال۔۔ آپابی نے سرسری سے کہا۔

ماشاءاللہ۔۔۔ صحت اچھی ہو گی انکی۔۔ تب ہی تو اس عمر میں یہ قدم اٹھایا انہوں نے۔۔۔

فائقہ نے توصیفی انداز میں کہا۔

ہیں۔۔۔کیا کہ رہی ہو۔۔۔کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔۔عمران کہ رہا تھا کہ ازمیر کو بتا دینا۔۔اسکی بھی کوئی جان پہچان تھی زمان بیگ صاحب سے۔۔۔اسنے جانا ہو تو ڈھائی بجے پہنچ جائے۔۔

آپابی کے تو سر سے فائقہ کی لن ترانی گزر رہی تھی۔انہوں نے فورا گفتگو سمیٹ دی۔

فائقہ فون بند کر کے سیدھی میرے پاس آئی۔

لو جی۔۔۔میرے دادا سسر کے دوست زمان بیگ صاحب پورے ہو گیے۔

فائقہ نے سنسنی خیز خبر سنائی۔جو دادو کے کان میں پڑ گئی۔

اناللہ وانا اللہ رجعون

دادو نے با آواز بلند کہا تو ہم سب نے ہی انکی تقلید کی۔

فائقہ نے ایک جھانپڑ مجھے اور ایک ماہین کو رسید کیا اور مینا کو گھورتے ہوئے بولی۔

بیوقوفو۔۔۔میں نے انکے مرنے کی خبر نہیں سنائی۔۔پورے ہونے سے مراد وہ بھی کسی کے نصف بہتر ہو گیے۔ستر سال کی عمر میں شادی کر رہے ہیں وہ۔۔۔

اے لو۔۔۔حد ہو گئی رنگین طبیعت کی۔۔۔نا یہ کون سی عمر ہے شادی کی۔۔کہ جب ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہوں۔۔۔دادو جو لاؤنج میں آچکی تھی ناگواری سے بولیں۔

تو کیا ہوا۔۔۔منہ تو باہر ہے نا۔۔۔مینا میرے کان میں گھسی تو مجھے زوروں کی ہنسی آئی۔

آپا بی کہ رہی تھیں کہ میرو کو بتادو۔۔۔زمان بیگ کی شادی میں شرکت کے لیے ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔فائقہ نے کہا۔

میں بتادوں گی۔۔۔میں جلدی سے بولی۔دادو وہیں بیٹھ کر بزرگوں کی رنگین طبیعت پر نقطہ اعتراض اٹھانے لگیں۔میں آنکھ بچا کر وہاں سے کھسک لی۔ازمیر بٹ اپنے کمرے میں ہی تھا۔

میں نے میرو کے کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنی سانس معمول پر لانے کی مشق کی۔دل پہ ہتھ رکھا تو وہ بے تحاشا تیزی سے دھڑک رہا تھا۔پہلے تو میں گھبرائی پھر فوراً ہی خیال آیا کہ دل کے دھڑکنے پر پریشان ہونے کا کیا مطلب؟پریشانی تو تب ہے جب دھڑکن رک جائے۔

بہر حال۔۔۔میں نے دروازہ ناک کیا۔اندر سے اجازت ملنے پر میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔تو وہ خوشبوؤں میں بسا کہیں جانے کو تیار ہو رہا تھا۔آئنے کے سامنے کھڑا بال بناتا وہ شاید زمان بیگ صاحب کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہا تھا۔

مبارک ہو۔

میں نے دوستانہ گفتگو کا آغاز کیا۔اسنے آئینے میں مجھے خفیف سا گھورا

میری کون سی لاٹری نکل آئی ہے؟

عمران عباس کی آپا بی کا فون آیا تھا۔

میں نے ان لمحوں کو طویل کرنا چاہا۔

تو انکا فون کونسا مریخ سے آیا تھا جو مشن کی کامیابی کی مبارک باد دے رہی ہو۔

یا اللہّ۔۔۔۔۔۔ کریلا بھی اس شخص سے تھوڑا میٹھا ہی ہو گا۔ میں کڑھ کر رہ گئی۔

وہ بال بنا کر میری طرف پلٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔

اب دو منٹ میں سیدھی بات بتاؤ۔ یہ پہیلیاں مجھے نہیں پسند۔

مجھے بھی سیدھا ہوتے دو منٹ نہیں لگے۔۔۔۔ فر فر بتا دیا۔

آپا بی کہ رہی تھی زمان بیگ صاحب کی شادی ہے میرو کو کہنا ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔

وہاٹ ؟۔۔ وہ تو جیسے اچھل ہی پڑا۔ پھر بے یقینی سے بولا۔ وہ تو بستر مرگ پر پڑے تھے۔

کس کے بستر پر پڑے تھے ؟ میں ہونق ہوئی۔

بے وقوف۔۔۔ آئی مین وہ سخت بیمار تھے۔

تو اسی لیے شادی کا سوچا ہو گا نا۔ کوئی دیکھ بھال کرنے والی آجائے

میں نے سمجھ داری دکھائی۔ مگر وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

آر یو شیور ؟

ہاں۔۔۔ میں نے خود اپنے ان گناہگار کانوں سے سنا ہے۔ فائقہ بتا رہی تھی۔

میں نے پر زور انداز میں یقین دلانے کی کوشش کی۔تو وہ مجھے گھورنے لگا۔مگر مجھے ذرا فکر نہیں ہوئی۔جی ہاں۔آتے ہوئے میں نفاست سے بلش آن اور مسکارہ لگا کے آئی تھی۔یوں ہی گھورتے ہوئے وہ تھوڑا سا آگے بڑھا۔

میں شرما سی گئی۔

اسکی نگاہ میرے چہرے پر تھی۔

یہ۔۔۔۔تمہارا چہرہ۔۔۔اتنا بلش کیوں کر رہا ہے؟

وہ یقینان سوجی جان سے فدا ہونے کی تیاری میں تھا۔میں لجا سی گئی۔

یوں لال ہو رہا ہے جیسے کسی نے تھپڑ مارے ہوں۔

اے لو۔۔۔۔نکل گئی رومانس کے غبارے سے ہوا۔۔میں نے سخت بد مزہ ہو کر اسکی طرف دیکھا اور منہ پھلائے باہر نکل آئی۔

شام کو وہ دندناتا ہوا پورے گھر میں مجھے اور فائقہ کو پکار کم اور دھاڑ زیادہ رہا تھا۔

میں اور فائقہ گرتی پڑتی لاؤنج میں پہنچی تو وہاں سب ہی جمع تھے۔

ہاں۔۔۔تو کس کی شادی خانہ آبادی تھی آج؟ وہ طنزیہ لہجے میں کہتا مجھے اور فائقہ کو گھور رہا تھا۔

وہ۔۔۔یہ۔۔۔۔فائقہ نے ہی بتایا تھا۔زمان بیگ صاحب کی شادی ہے اور تم بھی انوائٹڈ ہو۔

اسکے تیور دیکھتے ہوئے میں نے سچ بولنا ہی مناسب خیال کیا۔

اچھا۔۔۔تم بتاؤ۔۔۔تمہیں کس نے یہ خبر دی تھی؟وہ فائقہ کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ آپا بی کا فون آیا رہا۔انہوں نے ہی کہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔

کہ زمان بیگ صاحب شادی فرما رہے ہیں بلکہ بارات لیے نکل چکے ہیں۔

میر وطنز سے گویا ہوا۔تو فائقہ تذبزب کا شکار ہو گئی پھر قدرے تفاخر سے بولی۔

نہیں۔۔۔۔وہ تو میں خود intelligent ہوں۔باقی کا اندازہ تو میں نے خود ہی لگا لیا تھا۔آپا بی نے تو بس اتنا ہی بتایا تھا کہ زمان بیگ صاحب پورے ہو گیے۔

دادو کی آنکھیں ابل پڑی۔

میر و لڑنے مرنے کو تیار۔امی ابو سر پکڑ کر بیٹھ رہے۔خود میرا دل بھی اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔

پورے ہو گیے مطلب؟

وہی۔۔۔۔جو مینا نے بتایا تھا۔کسی کو اگر نصف بہتر مل جائے تو وہ پورا ہو جاتا ہے یعنی مکمل۔فائقہ کو سارا سبق یاد تھا۔

تیرا بیڑا ہی ترجائے فائقہ کی بچی۔۔فائقہ کی امی یعنی چھوٹی چچی نے ماتھا پیٹا۔

بیوقوف۔۔۔۔میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ میرو کے لش پش انداز دیکھے۔ایسے شاندار حلیئے میں وہ جنازہ اٹینڈ کر کے آرہا تھا۔

اوئی نوج۔۔۔۔۔یہ موئی انگلش میڈیم کی پڑھائی۔۔۔اری پورے ہونے کا مطلب تھا کہ وہ فوت ہو گیے۔۔

دادو نے اپنی چھڑی کی نوک فائقہ کے ہاتھ پر چبھوئی وہ ہونق سی ہو گئی۔

انہوں نے کہا کہ دادا کے دوست پورے جو گ ئے۔اسنے انکی شادی کے بینڈ بجوا دئے۔شرم آرہی ہے مجھے سوچ کر۔عمران عباس کو فون کر کے میں بے میرج ہال کا پوچھا تو وہ قبرستان کا ایڈریس بتانے لگا۔

ازمیر بٹ کا کشمیری خون ابل رہا تھا۔ہم دونوں وہاں سے کان دبا کر بھاگے۔

کمرے میں جاتے ہی فائقہ نے ملک دشمن عناصر کی طرح بکھری اردو کی کتابیں اٹھا کر الماری کے نچلے خانے میں تہوں ٹھونس دیں۔

توبہ۔۔۔اس کئی کئی مطلب والی زبان سے تو اللہّٰ ہی بچائے۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس۔۔میں نے سوچ لیا ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔میں نے تقریر کرنے والے انداز میں ہاتھ ہلا کر ان پانچوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

وہ تو مجھے بھی پتہ ہے۔سب سے پہلے تم نے واشنگ مشین لگانی ہے کیوں کہ آج تمہاری باری ہے۔پھر شام کی چائے اور رات کی روٹیاں۔زرمینہ نے اطمینان سے کہا تو میں نے دانت کچکچائے۔

مجھے کچھ اور کرنا ہے۔

پھر کسی کی دادی کے قل پہ جا کے گٹھلیاں پڑھنی ہوں گی۔فائقہ کو بہت پرانی یاد آئی۔

دیکھو۔۔۔یہاں سب اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔اگر تمہیں پاکستانی سیاستدانون کی طرح کوئی دعوے کرنے ہی ہیں تو ایک گھڑا خرید لو۔اس میں منہ ڈال کے جو چاہے بول لو۔

یہ دانش مندانہ مشورہ ماہین پڑھاکو کا تھا۔

جواب بھی ایک موٹی تازی بلکہ موٹی باسی کتاب پڑھ رہی تھی۔(ہزار دفعہ کی پڑھی ہوئی جو تھی)

بکو مت اور غور سے میری بات سنو۔میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں عورتوں کے لیے ایک این جی او بناؤں گی۔میں نے بڑھک ماری۔

سی این جی کی طرح؟صرف عورتوں کو گیس سپلائی کرو گی۔؟اور ابو تمہیں این جی او سٹیشن کھولنے دیں گے؟

چڑیا آنکھیں پٹپٹا کر حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

میں نے ایک دھموکا اسکے شانے پر لگایا۔

ہاں۔۔۔اور سب سے پہلے تمہیں گیس سپلائی کروں گی۔

اچھا۔۔۔اب پھوٹ بھی چکو کچھ۔زرمینہ بدمزہ ہو کر بولی تو میں جوش سے کہا۔میں سچی کہہ رہی ہوں۔میرا بڑا دل دکھتا ہے عورتوں کو مردوں کے ظلم سہتے دیکھ کر۔اب باجی پیاری کو ہی دیکھ لو۔اتنی محنت سے کماتی ہے پھر بھی مار کھاتی ہے۔

کوئی نہیں۔دادو کہتی ہیں۔باجی پیاری تو جنتی ہے۔نوین نے اختلاف کیا تو میں طنزیہ بولی۔

ظاہر ہے۔اتنی مار کھا کے فوت ہو جائے گی تو جنت میں پہنچ ہی جائے گی۔یہ بشارت تو کوئی بھی دے سکتا ہے۔ہر جگہ عورت کے حقوق دبائے جا رہے ہیں۔عورت دکھ سہہ رہی ہے۔عورت مار کھا رہی ہے۔

مار سے یاد آیا۔نکڑ والوں نے اپنا سامنے والا مکان کرائے پر دے دیا ہے۔انکے جو کرائے دار آئے ہیں۔ان دونوں میاں بیوی کے جھگڑے کی بھی بڑی آوازیں آتی ہیں۔۔۔چڑیا کو یاد آیا۔

واقعی؟میں حیران ہوئی۔

دادو کی خاندانی روایت کے مطابق ہم ان کرائے داروں کے گھر پہلے دن کا کھانا دینے گیے تھے۔تو ان میاں بیوی کو بھی دیکھ لیا۔بیوی یعنی میڈم ممتاز گورنمنٹ کے ایک سکول میں ٹیچر تھیں۔خاصی لحیم شحیم اور بارعب دکھائی دینے والی۔

اسکے برعکس انکا شوہر منحنی سا تھا۔سننے میں یہی آیا تھا کہ نکما نکھٹو بیوی کی کمائی پر پل رہا تھا۔مگر یہی منحنی سا بندہ اتنی بارعب میڈم ممتاز کی کیا درگت بناتا تھا۔یہ خدا ہی جانتا تھا۔محلے والے (بشمول ہمارے) میڈم ممتاز کی چیخیں سن سن کر اسکے ہمدرد ہو چکے تھے۔

میرے خیال میں تو فیلڈ ورک یہی سے شروع کیا جائے۔یعنی میڈم ممتاز سے۔میں پرجوش ہوئی۔

میں نے دیکھا تو فائقہ اور نوین میگزین میں ماہین کتاب میں چڑیا الماری میں اور مینا اپنی قمیض کی ترپائی میں جی جان سے گم تھیں۔

ہیں۔۔۔یعنی میں اتنی دیر سے بکواس کر رہی تھی۔مجھے طیش آیا۔

پہلے ہوم ورک تو کرلو۔فیلڈ ورک کی باری تو بعد میں آتی ہے۔ازمیر بٹ کی آواز نے مجھے اچھلنے پر مجبور کر دیا۔

ایک تو یہ شخص۔فرشتوں کی طرح ہر جگہ موجود۔

یہ کیا پلاننگ ہو رہی ہے؟

وہ یقیناً سن چکا تھا۔اس لیے میں نے سچ بولنا ہی مناسب سمجھا۔

باجی پیاری اور میڈم ممتاز کے دلدوز قصے اتنے جذباتی انداز میں سنائے۔ بلکہ اسے متاثر کرنے کے لیے دو آنسو بھی بمشکل نکال ہی لیے۔

اوشٹ اپ۔۔۔اسنے بیزاری سے ہاتھ اٹھا کر کہا۔تم بس گھر بیٹھی انڈین سوپ دیکھ دیکھ کر دماغ چلاتی رہتی ہو۔آج کل کی عورتیں بھی کم نہیں ہیں۔

قسم سے میرو۔ کبھی باجی پیاری کا نیلو نیل چہرہ دیکھو اور وہ میڈم ممتاز جو کما کما کے شوہر کو بھی کھلاتی ہے اور ظلم بھی سہتی ہے۔۔میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔

خبر دار۔۔۔۔جو سنی سنائی پر کوئی ایکشن لینے کی کوشش کی ہو تو۔۔۔۔

اسنے آنکھیں دکھائیں تو میں دبک گئی۔منمنا ہی سکی۔

میں کہاں کی کمانڈو ہوں جو کوئی ایکشن لوں گی کسی کے خلاف۔

اور وہ جو میں نے تمہیں کھانے پکانے کی ترکیبوں والی دو بکس گفٹ کی تھیں۔وہ کیا کی ہیں تم نے؟

نہیں وہ تو اسنے اگلے روز ہی۔۔۔

مینا کی زبان برے موقع پر پھسلنے والی مگر میں نے تیزی سے اسکی بات کاٹی۔۔

اگلے روز ہی میں نے جلد کروا کے سنبھال لی تھیں۔

وہ لمحہ بھر کو مجھے گھور تا رہا۔۔۔

اب اللہ گواہ ہے۔ وہ سال بھر پرانی کتابیں تو میں نے غصے کے مارے اگلے ہی دن ردی والے کو دے دی تھی۔ مگر میرو کے سامنے ایسا اعتراف کرنا اپنی شامت بلوانے کے مترادف تھا۔ شکر اللہ۔۔۔۔تب ہی اسکی کوئی کال آئی تھی تو وہ وہاں سے چلا گیا۔۔ میں دھپ سے کشن پہ گری۔

یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو نے مجھے بے عزتی سے بال بال بچالیا۔

فائقہ نے میری طرف دیکھتے ہوئے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

جو مرضی ہو جائے۔۔۔ میڈم ممتاز اور باجی پیاری کو میں انکے حقوق دلوا کے ہی رہوں گی۔

میں نے ببانگ دہل اعلان کیا۔ تو باہر کی طرف جاتا میرو وہیں سے بولا۔

تمہیں تو میں آکر بتاتا ہوں۔

لو جی۔۔۔۔ کہاں کے نعرے کہاں کی ہمت۔۔ الٹا بی پی لو ہو گیا۔

مینا نے گلوکوز پلایا تو کہیں ہوش آیا۔

میرو کا ڈر ایک طرف اور خدمت خلق کا جذبہ ایک طرف۔ رات کو جب میڈم ممتاز کے ٹیرس کے ساتھ والے کمرے سے عجیب و غریب آوازیں آتی تو میں فائقہ یا مینا کو زبردستی

لیے اپنی چھت کی ریلنگ سے لٹک لٹک کر صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی۔ایسے میں ایک بار میرو اور عمر نے چھاپہ مارا اور ہمیں ریلنگ سے لٹکتے یعنی رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا۔

یہ کیابد تمیزی ہے؟

ازمیر بٹ حیران ہی اتنا تھا کہ اپنے سوال کو غصے کا تڑکا نالگا سکا۔

...

اسکی اچانک آواز میری اور مینا کی سماعتوں پر کروز میز ائل کی طرح گری۔۔وہ ۔۔۔۔میں۔۔مطلب ہم دونو۔۔۔۔چچ۔۔۔چاند دیکھ رہی تھی۔میں نے کچھ زیادہ ہی لنگڑا بہانہ بنایا۔

ہیں؟کس کے چچا کو دیکھ رہی تھی؟عمر نے مجھے گھورا۔

اچھا۔۔۔۔ازمیر بٹ نے طنز کیا۔

آج سے پہلے تو چاند آسمان پہ ہی دکھای دیتا تھا یہ کونسا چاند ہے جو ریلنگ سے لٹک کر دیکھا جا رہا ہے؟

تم بتاؤ مینا!کیا ہو رہا تھا یہ؟

میرو نے بہن پڑ رعب ڈالا۔

میں نے لاکھ گھورا۔ اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اسکی پسلی می کہنی رسید کی دانت کچکچائے۔ مگر میرو کی دہشت نے اسکی زبان کی قینچی زچلادی۔

قسم لے لیں بھائی!؟ میں تو سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔ یہ رویحا کی بچی زبردستی مجھے ساتھ لے آئی۔ کہ رہی تھی کہ میڈم ممتاز اور انکے شوہر لا لیٹ نائٹ شو دیکھتے ہیں بلکہ موبائل سے مووی بنا کر کسی چینل کو بھیجنے کا ارادہ بھی تھا اسکا۔ ستیاناس ہو تیرا مینا کی بچی۔ میں نے دانت پیستے ہوئے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا کہ بھابی بنتے ہی اس نند گلی کا گند کی میں درگت بنا کے رکھ دوں گی۔

مگر فلحال تو ازمیر بٹ سے جان چھڑانے کا مرحلہ تھا میں فورن ملکہ جذبات بنی۔

ہاں تو۔۔۔ نیں تم لوگوں کی طرح بے حس اور مردہ ضمیر کی نہیں ہوں۔ میڈم ممتاز کو مار پڑتی ہے تو چوٹ میرے دل کو لگتی ہے کیوں کہ میں بھی ایک عورت۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ لڑکی ہوں۔ اور اس معاشرے میں عورت کا حق ہمیشہ ہی سے غصب ہوتا آیا ہے۔ مگر نہیں۔۔۔ اب اور برداشت نہیں کیا جائے گا۔ سو دن شوہر کے پورے ہوں گے اور اب میڈم کا ایک دن آئے گا مگر وہ بھی تم لوگ آنے نہیں ڈوگے کیوں کہ تم لوگ بھی مرد ہو۔۔۔

تقریر کے آخر میں آتے آتے مجھے واقعی رونا آنے لگا۔

عمر قیمنی ہنسی چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور میرو سینے پر بازو لپیٹے طنزیہ نظروں سے مجھے گھور رہا تھا۔

بس۔۔۔اتنی ہی یاد کی تھی؟

اف۔۔۔یہ اسکے طنز۔۔۔

اسی وقت میڈم ممتاز کے گھر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگی۔سامنے والی لین میں دو گھر چوڑ کر نکڑ والا گھر انکا تھا۔جس کا ٹیرس ہمارے ٹیرس سے صاف دکھائی دیتا تھا۔

دیکھا۔۔۔سنا تم لوگوں نے۔۔۔۔یا خدا۔۔۔میڈم ممتاز کا ایک دن کب اے گا؟میں پھر سے جذباتی ہو گئی۔

ہاتھ کنگن کو آر سی کیا پڑھے لکھے کو فارسی کیا۔آؤ ذرا تمہیں اصلیت دکھا ہی دوں۔آج تو ہنگامہ ہو بھی ٹیرس پڑھی رہا ہے۔

میرو نے میرے کچھ سمجھ میں آنے سے پہلے ہی میرا ہاتھ تھاما اور ریلنگ کی طرف بڑھا۔ہمارے ٹیرس پہ لائٹ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا جبکہ میڈم ممتاز کا ٹیرس انرجی سیور سے جگمگا رہا تھا۔

تب ہی شور و غل کے ساتھ مین نے میڈم ممتاز اور انکے منحنی سے شوہر کو دست و گریباں دیکھا۔

میرا دل اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔ٹانگوں پڑلرزا طاری ہو گیا۔اور سارا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

جب میں نے میڈم ممتاز کو۔۔۔۔۔جی ہاں۔۔۔میڈم ممتاز کو اپنے منحنی سے شوہر کو دھوبی پٹڑا مارتے ہوئے دیکھا۔

تمہاری تو ایسی کی تیسی۔۔۔۔مجھ پر رعب ڈالتے ہو۔اپنے گھر والوں کا۔۔۔ارے میں تو نمک لگا کر کھا جاؤں ان سب کو۔میڈم ممتاز کی کراری آواز۔

اور بکرا بنے انکے شوہر۔۔بیگم۔۔۔مم۔۔میں۔۔۔۔م یں تو۔۔۔

عادل۔۔۔ادھر آؤ جلدی۔میڈم ممتاز نے اپنے دس سالہ بیٹے کو آواز دی تو وہ بھاگتا ہوا آیا۔

چلو۔۔۔پاپا کے اوپر بیٹھو ذرا۔۔۔۔انکی عقل ٹھکانے آے۔

اور عادل میاں فٹ سے بکرا بنے پاپا جی کے اوپر سوار ہو گیے۔

بیگم۔۔۔کچھ تو خیال کرو۔۔۔لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔۔۔۔۔شوہر جی کی گھگھیائی آواز۔

ارے دیکھنے دو لوگوں کو۔۔۔۔انکو بھی تو پتہ چلے میری مظلومیت کا کہ تمہارے جیسے شوہر نے مجھے کتنا تنگ کر رکھا ہے۔ابھی پچھلے زخم بھرتے نہیں تمہارے کہ پھر سے میرا پارہ چڑھا دیتے ہو۔

میڈم ممتاز گرجیں تو میرو کے ہاتھ میں دبا میرا ہاتھ ٹھنڈا پڑ گیا۔

اب بتاؤ۔۔۔۔دیکھ لیا میڈم ممتاز کا ایک دن؟ میرو نے دانت پیستے ہوئے کہا تو مجھ سے کوئی جواب نا بن پڑا

۔۔۔۔۔۔۔Sssss۔۔۔۔۔۔۔

اگلے روز گلی میں ریڑھی والے سے بحکم دادو میں اور مینا ٹماٹر خرید رہے تھے جب میڈم ممتاز بھی سبزی خریدنے چلی آئیں۔

مینا کے لاکھ کہنیاں مارنے کے باوجود میں نے انھیں سلام کیا اور حال چال پوچھا۔ میرا ارادہ انکی برین واشنگ کا تھا مگر وہ شاید زیادہ بے تکلفی کے موڈ میں نہیں تھیں۔ سبزی خریدتے ہی بولیں۔

میں اب چلوں۔ آپکو پتہ ہی ہے عادل کے پاپا کتنے غصیلے ہیں۔ ذرا ٹائم پہ ہانڈی نا چڑھائی تو کھال کھینچ لین گے۔

وہ تو چلی گئیں۔ ہمارے حیرت سے کھلے منہ بمشکل بند ہوئے۔

حد ہوتی ہے ڈھیٹائی کی۔

ہم میڈم ممتاز کی ڈھٹائی پہ اش اش کر رہے تھے۔

تب ہی میڈم ممتاز کے شوہر نامدار پس سے گزرے تو ماتھے پہ نیل اور گومڑ۔ ہونٹوں پہ جھینپی سے مسکراہٹ۔ اور ہاتھوں میں لنگڑے آموں کا شاپر۔

میری اور مینا کی جو ہنسی چھوٹی تو پھر میڈم ممتاز کے شوہر کو وہاں سے تیزی سے کھسکتے ہی بنی۔

ختم شد